در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

ناشر شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ یادگار حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۶۹

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۶۶ جلد نمبر ۱۴

۱۶ ستمبر تا ۳۰ ستمبر ۱۹۹۹ء بمطابق جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
(۱)	شذرہ	مدیر اعلیٰ	۲
(۲)	منقبت	پروفیسر صبیح احمد قادری	۳
(۳)	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۴
(۴)	انوارِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم	مدیر اعلیٰ	۵
(۵)	شہہِ لولاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم	الحاج صوفی مشتاق احمد	۱۰
(۶)	غزل	علامہ محمد اقبال مرحوم	۱۴
(۷)	ملک میں تعلیم کی اہمیت	اقبال ریاض	۱۵
(۸)	استفتاء (سماع کی شرعی حیثیت)	مفتی خلیل الرحمان قادری	۱۷
(۹)	تبصرۂ کتب	علاء الدین عدیم	۳۰

شذرہ

مدیرِ اعلیٰ

فرقہ بندی کی مذموم سازشیں

فرقہ بندی کی ہوا تیرے گلستاں میں چلی | آہ! ان مالیوں نے باغ اجاڑا تیرا

سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے "بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی لیکن ان میں گروہِ ناجیہ (نجات پانے والا) صرف اہلسنت ہوگا" باقی سب جہنمی ہوں گے۔

اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس ناجی جماعتِ اہلسنت کے ہاں صدیوں سے عرب و عجم کے علماء و مشائخ اور عامۂ مسلمین کا یہ معمول ہے کہ وہ ختمِ غوثیہ شریف پڑھتے ہیں جو قرآنِ کریم کی آیاتِ مبارکہ، اسماءُ الحسنیٰ، اوراد اور درود شریف پر مشتمل ہے اور اہلسنت کا یہ بھی معمول ہے کہ وہ انبیاء و صالحین کے وسیلہ سے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتے ہیں جو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے باقاعدہ ثابت ہے۔ نیز ختمِ غوثیہ میں ایک کلمۂ مبارکہ "یَا شَیْخ عَبْدُ الْقَادِرِ جِیلَانِیْ شَیْأً لِلّٰہ" بھی پڑھا جاتا ہے اور یہ بھی اہلسنت کے معمولات میں سے ہے۔

لیکن روزنامہ مشرق پشاور کے ۲۴ ستمبر ۱۹۹۹ء کے ایڈیشن میں اسے کھلا شرک قرار دیا گیا ہے جو سراسر ناانصافی اور اہلسنت کے عقائدِ حقہ پر ایک بہت بڑا حملہ ہے جس پر ملک بھر کے اہلسنت میں اضطراب و بے چینی کی ایک لہر پیدا ہو گئی ہے اور انہوں نے روزنامہ مشرق کے اس رویئے کی سخت مذمت کی ہے۔

ہم اہلسنت کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے روزنامہ مشرق کی انتظامیہ کو بتانا چاہتے **ہیں** کہ گمراہ فرقوں کے افکار شائع کر کے اہلسنت کی دلآزاری سے گریز کریں کیونکہ پاکستان کے دشمن باقاعدہ منصوبے کے تحت ملتِ اسلامیہ میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کی ناپاک جسارتیں کر رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو خانہ جنگی کی طرف لے جانے اور امن و امان کو تباہ و تاراج کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ ان کی یہ سازشیں بے نقاب کریں، انہیں ناکام بنائیں نہ کہ انہیں پروان چڑھانے کے لئے ان کے سامنے اپنے اخبار دیدہ و دل وا کرتے پھریں۔ تحریکِ پاکستان میں دشمنانِ پاکستان کو ناکامی سے دوچار کرنے والوں کی یہ روش انتہائی قابلِ افسوس ہے۔

المدد یا غوث الاعظم دستگیر

صبیح احمد قادری

آپ کے در کا گدا ہوں یا امیر
آپ سورج اور میں ذرہ حقیر

میں کہ زنجیرِ ستم میں ہوں اسیر
المدد یا غوث الاعظم دستگیر

بے نظر کو یاد اب تک وہ سماں
مرحبا اے دیدۂ پیرِ مغاں

راہ زن ہیں رہنمائے سالکاں
کیا عجب ہے آپ کی نظروں کا تیر

جس کے سر پر آپ کا سایہ ہوا
مستند ہے اس کا فرمایا ہوا

سارے عالم پر ہے وہ چھایا ہوا
اک نگاہ سے آپ کی ، میروں کے میر

نارسا کو تحفۂ فوزِ عظیم
تشنہ لب کو موجِ الطافِ عمیم

بے نوا کو قاسمِ دستِ کریم
لطف ہو یا صاحبِ خیرِ کثیر

کیفِ ہست و بود سے مدہوش ہوں
قلزمِ بے حرکت و بے جوش ہوں

ایک مدت سے پڑا خاموش ہوں
دے تلاطم جلوۂ ماہِ منیر

صاف دل ہوں پر سزا کی زد میں ہوں
خندۂ خلقِ خدا کی زد میں ہوں

اک دیا ہوں اور ہوا کی زد میں ہوں
مدتوں سے رنج و غم میں ہوں اسیر

میں گناہ میں گھر چکا ہوں سر بہ سر
منہ چھپائے پھر رہا ہوں در بہ در

اشکِ پیہم سے ہے دامن تر بہ تر
ہے ترازو دل میں کچھ اپنوں کے تیر

جز ندامت میرے دامن میں ہے کیا
ہاں لحد میں جب اتارا جاؤں گا

آپ کو اس وقت بھی دوں گا صدا
مجھ سے کچھ پوچھیں گے جب منکر نکیر

کام کر جائے نہ دل کا گھاؤ آج
ڈوبنے کو سانس کی ہے ناؤ آج

یا محی الدین پھر آپ آؤ آج
یا شہِ بغداد یا پیران پیر

جگ میں رسوا ہوگیا ہوں المدد
میں کہ سر تا پا خطا ہوں المدد

طالبِ نورِ ھدا ہوں المدد
روشنی کیجئے عطا روشن ضمیر

یا شہوں کے شاہ، فقیروں کے فقیر
آپ وہ جن کی نہیں کوئی نظیر

دستگیری میں امیروں کے امیر
اک نگاہ کردیجئے پیروں کے پیر

بے بصر روشن بصر ہو دہر میں
رشکِ خورشید و قمر ہو دہر میں

مطلعِ نورِ سحر ہو دہر میں
ہو صبیحؔ احمد فقیری میں امیر

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۱۸۸)

ترجمہ: اور اپنے مالوں کو آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ اور نہ ہی حاکمان وقت کے پاس کھینچ کر اس کو لے جاؤ تاکہ ایک فریق گناہ کے ساتھ دوسرے فریق کے مال کا حصہ کھائے حالانکہ تم جانتے ہو (۱۸۸)

حل لغت: تُدْلُوْا: جمع مذکر حاضر مضارع کا صیغہ ہے، تم کھینچ لے جاؤ، تم پہنچاؤ، ادلاء: اس کا مصدر ہے جس کے معنی ڈول کھینچنا کے ہیں۔ فَرِیْقًا: قطعۃ و جزا: ٹکڑا، حصہ [۱]۔ حُکَّام: حاکم کی جمع ہے جس کے معنی فیصلہ کرنے والا کے ہیں۔

تفسیر: اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ نے حقوق العباد کے احکام بیان فرماتے ہوئے بندوں کا ایک دوسرے پر یہ حق جتایا کہ ایک دوسرے کا مال ناجائز، ناروا اور حرام طور پر نہ کھاؤ بلکہ اس مال کے کھانے کی ایک ناجائز اور معصیت کی راہ یہ ہے کہ دوسرے کا حق ناروا طور پر کھانے کے لئے حاکمان وقت کے پاس جھوٹے مقدمہ بنائے جائیں اور ناروا سازشیں کی جائیں اور رشوت خوری کا دروازہ کھولا جائے۔ لہذا اللہ جل جلالہ و عم نوالہ نے انسانوں کو اس خلق حسن کی تعلیم عطا فرمائی کہ ایک دوسرے کا مال ناروا طور پر غصب نہ کرو۔ ایک دوسرے کا حق نہ کھاؤ، جان بوجھ کر زیادتی کرتے ہوئے، عدوان کرتے ہوئے ناجائز طور پر جھوٹے مقدمات نہ بناؤ اور نہ ان کو حاکمان وقت کے سامنے لے جاؤ صرف اس غرض سے کہ ان کا مال ناجائز طور پر تم ہضم کر جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو ناجائز طریقے سے تکلیف و مصائب میں مبتلا کرو۔ لہذا اس بداخلاقی سے اللہ جل جلالہ نے منع فرمایا۔ (جاری ہے)

---

[۱]: تفسیر قرطبی، جلد نمبر ۱، مطبوعہ بیروت۔ صہ ۳۴۰

گذشتہ سے پیوستہ

انوارِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم

مدیر اعلی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ذكر مناظرة عبدالله ابن عبّاس الحرورية واحتجانه

عليهم فيما انكروا علي عليّ ابن ابي طالب

اس باب میں خارجیوں کے ساتھ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مناظرہ کرنا اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جن باتوں یعنی فضیلتوں کا خارجی انکار کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ان کی تمام باتوں پر غالب آنے کا ذکر ہے۔

حدیث نمبر ۱ / ۱۸۷: انبأنا عمرو بن علي قال حدّثنا عبدالرحمن بن المهدي قال حدّثنا عكرمة بن عمّار قال حدّثنا ابو زميل قال حدّثني عبدالله بن عبّاس قَالَ لَمَّا خَرَجَتِ الْحَرُورِيَّةُ وَ اَعْتَزِلُوْا فِيْ دَارٍ وَ كَانُوْا سِتَّةَ الآفٍ فَقُلْتُ لِعَلِيٍّ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَبْرِدْ بِالصَّلٰوةِ لِعَلِّيْ اُكَلِّمُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ قَالَ اِنِّي اَخَافُهُمْ عَلَيْكَ قُلْتُ كَلاَّ فَلَبِسْتُ وَ تَرَجَّلْتُ وَ دَخَلْتُ عَلَيْهِمْ فِيْ دَارٍ نِصْفَ النَّهَارِ وَهُمْ يَاْكُلُوْنَ فَقَالُوْا مَرْحَباً لَّكَ يَا اِبْنَ عَبَّاسٍ فَمَا جَآءَكَ قُلْتُ لَهُمْ اَتَيْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ اَصْحٰبِ النَّبِيِّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَ مِنْ عِنْدِ بْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ وَ صِهْرِهِ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِمُ الْقُرْآنُ وَ هُمْ اَعْلَمُ بِتَاْوِيْلِهٖ مِنْكُمْ وَ لَيْسَ فِيْكُمْ رَجُلٌ مِنْهُمْ لَاُبَلِّغَكُمْ مَا يَقُوْلُوْنَ وَ

أُبلِّغهُم ما تقولون فانتحالي نَفَرٌ مِنهُم قُلتُ هاتوا ما تنقمون على أصحاب
رسول اللهِ صلّى اللهُ عليهِ و آلِهِ و سلّم و ابنِ عمِّهِ قالوا ثلثٌ قلتُ ما هُنّ قالوا إمّا
احداهُنّ فإنّه حكّم الرِّجال في أمرِ اللهِ عزّ و جلّ قال اللهُ تعالى إنِ الحُكمُ إلّا لِلّهِ
ما شأنُ الرِّجال و الحُكم قلتُ هٰذهٖ واحِدةٌ قالوا و أمّا الثّانيةُ فإنّهُ قاتل و لم يسب
و لم يغنم فإن كانوا كفّاراً فقد حلّ سبيهُم و إن كانوا مؤمنين فما حلّ سبيهُم
و لا قِتالهُم قلتُ هٰذهٖ إثنتانِ فما الثّالثةُ فقالوا محي نفسهُ من أميرِ المؤمنين فإن
لم يكن أمير المؤمنين فهو أميرُ الكافرين قلتُ هل عندكُم شيءٌ غيرُ هٰذا قالوا
حسبنا هٰذا قلتُ لهم أرأيتم إن قرأتُ عليكم من كتبِ اللهِ عزّ و جلّ و سُنّةِ نبيّهٖ
صلّى اللهُ عليهِ و آلِهِ و سلّم ما يردُّ قولكُم أترجعون قالوا نعم قلتُ أمّا قولكم
حكّم الرِّجال في أمرِ اللهِ فإنّي أقرأُ عليكم كتبَ اللهِ عزّ و جلّ إنّهُ قد صيّر اللهُ
حكمهُ إلى الرِّجالِ في شيءٍ ثمنُهُ ربعُ درهمٍ فأمر اللهُ عزّ و جلّ أن يحكموا فيهِ
الرِّجال قال اللهُ تعالى يا أيُّها الّذين آمنوا لا تقتلوا الصّيدَ و أنتُم حُرُمٌ و من قتلهُ
مِنكُم متعمِّداً فجزاءٌ مثلُ ما قتل من النّعم يحكُمُ بهٖ ذوا عدلٍ منكم --- الآيه ---
فكان من حُكم اللهِ تعالى أن صيّرهُ إلى الرِّجالِ يحكمون فيهِ لو شاءَ لحكم فيهِ
فجاز فيهِ حكمُ الرِّجال أنشدكم باللهِ أحكمُ الرِّجال في صلاحِ ذاتِ البين و
حقنِ دمائهم أفضلُ أم أرنبٍ قالوا بل هٰذا أفضلُ و في المرأةِ و زوجِها و إن
خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكماً من أهلهٖ و حكماً من أهلها إن يريدا إصلاحاً
يوفّق اللهُ بينهما --- الآيه --- فنشدتكم باللهِ أحكمُ الرِّجالِ في صلاحِ ذاتِ
بينهم و حقن دمائهم أفضلُ من حكمهم في بضعِ امرأةٍ أخرجتُ من هٰذهٖ
قالوا نعم قلتُ و أمّا قولكم قاتل و لم يسب و لم يغنم أفتسبون أمّكُم عائشة
تستحلّون منها ما تستحلّون من غيرها و هي أمّكم فإن قلتم إنّا نستحلّ من

غَيْرِهَا فَقَدْ كَفَرْتُمْ وَاِنْ قُلْتُمْ لَيْسَتْ بِاُمِّنَا فَقَدْ كَفَرْتُمْ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ النَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ فَاَنْتُمْ بَيْنَ الضَّلَالَتَيْنِ فَاْتُوْا مِنْهَا بِمَخْرَجٍ اَخَرَجْتُ مِنْ هٰذِهٖ قَالُوْا نَعَمْ وَاَمَّا قَوْلُكُمْ مَحٰى نَفْسَهٗ مِنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَنَا اٰتِيْكُمْ بِمَنْ تَرْضَوْنَ نَشْهَدُ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ صَالَحَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ لِعَلِيٍّ اُكْتُبْ يَا عَلِيُّ هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَلَمَّا كَتَبَ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا طَعَنَّاكَ فَاكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اُمْحُ يَا عَلِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنِّيْ رَسُوْلُكَ اُمْحُ يَا عَلِيُّ وَاكْتُبْ هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَيْرٌ مِّنْ عَلِيٍّ وَقَدْ مَحٰى نَفْسَهٗ وَلَمْ يَكُنْ مَحْوُهٗ ذٰلِكَ مَحْوًا مِّنَ النُّبُوَّةِ اَخَرَجْتُ مِنْ هٰذِهٖ قَالُوْا نَعَمْ فَرَجَعَ مِنْهُمْ اَلْفَانِ وَخَرَجَ سَائِرُهُمْ فَقُتِلُوْا عَلٰى ضَلَالَتِهِمْ قَتَلَهُمُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب خارجی پیدا ہوئے اور ایک گھر میں علٰحدہ اکٹھے ہوئے اس وقت ان کی تعداد چھ ہزار تھی تو میں نے جناب علی المرتضیٰ سے عرض کی کہ اے امیرالمومنین! آپ نماز کو ذرا ٹھنڈک میں ادا کیجئے تاکہ میں اس قوم (خوارج) سے کچھ گفتگو کر لوں۔ آپ نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تجھے ایذا دیں۔ میں نے عرض کیا ایسا ہرگز نہ ہو گا۔ سو میں نے لباس پہنا اور کنگھی کی اور جس گھر میں وہ تھے دوپہر کے وقت میں وہاں پہنچ گیا اور وہ کھانا کھا رہے تھے اور کہا اے ابن عباس تم کو کشادگی اور آرام ہو کون سی بات تم کو یہاں کھینچ لائی۔ میں نے انہیں کہا کہ میں تمہارے پاس ان کی طرف سے آیا ہوں جو کہ نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں، مہاجرین ہیں اور انصار ہیں اور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں اور آپ کے داماد ہیں وہ داماد جن کے حق میں قرآن اُترا ہے اور وہ قرآن کریم کے مطالب تم سے بہت زیادہ جانتے ہیں اور ان میں سے تمہارے درمیان کوئی ایسا آدمی نہیں تاکہ میں ان کا

پیغام تم کو پہنچاؤں اور تمہارے پیغام ان کو پہنچاؤں ۔ سو چند افراد گفتگو کے لئے میرے پاس الگ ہو گئے ۔ میں نے کہا تمہیں صحابۂ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے بیٹے کا انکار کس وجہ سے ہے؟ انہوں (خوارج) نے کہا کہ ہم تین وجوہات کی بناء پر ان کا انکار کرتے ہیں۔ میں نے کہا وہ کیا ہیں ؟ انہوں نے کہا کہ ایک تو ان میں سے یہ ہے کہ اس (علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آدمیوں کے حکم بنانے کو جائز کیا اللہ تعالیٰ کے حکم میں حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حکم نہیں ہے مگر صرف واسطے اللہ کے تو پھر آدمیوں اور ان کے حکم ہونے کا کیا جواز ہے؟ میں نے کہا کہ یہ تمہارا ایک انکار ہوا ۔ انہوں نے کہا کہ دوسری وجۂ انکار کی یہ ہے کہ جب علی المرتضیٰ نے معاویہ بن سفیان سے لڑائی کی تو نہ ان کے بال بچے ، غلام لونڈی بنائے اور نہ ہی ان کا مال لوٹا اگر وہ کافر تھے تو ان کو لوٹنا لونڈی غلام بنانا جائز تھا اور اگر وہ مومنین تھے تو نہ ان سے لڑنا صحیح اور نہ ہی لوٹنا درست ۔ میں نے کہا کہ تمہارے انکار کی دوسری وجہ ہوئی ۔ تیسری وجہ بیان کرو وہ کیا ہے ۔ تو انہوں نے کہا کہ علی المرتضیٰ (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) نے اپنے نام کے آگے سے امیرالمومنین کا لفظ محو کیا اگر وہ امیرالمومنین نہیں تو کیا امیرالکافرین ہیں؟ میں نے کہا کہ کیا تمہارے پاس سوائے اس کے اور بھی کوئی انکار کی وجہ ہے ؟ انہوں نے کہا ہم کو یہی کافی ہے میں نے ان سے کہا کہ اگر میں قرآن و حدیث سے تم پر کچھ پڑھوں جو کہ تمہارے قول کو رد کرے تو بتلاؤ کہ تم اپنی اس ہٹ دھرمی سے رجوع کر لوگے تو انہوں نے کہا کہ ہاں! میں نے کہا کہ تمہارا یہ کہنا کہ علی المرتضیٰ نے اللہ کے حکم میں آدمیوں کو حکم بنانا جائز رکھا ہے تو سنو! میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی کتاب بیان کرتا ہوں ۔ ایک چیز میں کہ اس کی قیمت چوتھائی درہم ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حکم کریں اس میں مرد ۔ فرمایا اے ایمان والو! نہ مارو شکار کو اس حال میں کہ تم محرم ہو اور تم سے جو جان بوجھ کر اسے قتل کرے تو بدلہ ہے اس کے مانند چارپایوں سے ۔ حکم کریں اس پر دو صاحبِ عدل تم سے پس یہ اللہ کا حکم ہے کہ اس کو مردوں کی طرف جائز کیا ۔ قسم دیتا ہوں تم کو اللہ تعالیٰ کی ، کیا حکم ہے کرنا مردوں کا بیچ اصلاح کے لوگوں کے درمیان اور ان کے خون بچانے کے افضل ہے یا بیچ خرگوش کے ۔ ان خارجیوں نے کہا کہ لوگوں کے درمیان اصلاح کے واسطے حکم کرنا افضل ہے اور اللہ تعالیٰ نے عورت اور اس کے خاوند کے بارے میں فرمایا ۔ اگر خوف کرو تم جدائی کا ان دونوں کے درمیان تو ایک منصف خاوند کی قوم

سے اور ایک منصف عورت کی قوم سے مقرر کرو۔ اگر وہ دونوں اصلاح کا ارادہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں میں موافقت پیدا کرے گا۔ پس قسم دیتا ہوں میں تم کو اللہ تعالیٰ کی کہ کیا حکم مردوں کا لوگوں کی اصلاح اور ان کے خون بچانے کے لئے افضل ہے یا بچ فرج عورت کے، کیا میں تمہارے اس انکار سے خلاص ہوا یا نہیں، خارجیوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا اب یہ کہ تمہارا اعتراض کہ علی المرتضیٰ نے جنگ کی نہ قیدی بنائے اور نہ مال لوٹا کیا تم اپنی والدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قیدی بناؤ گے کیا تم وہ چیز جو غیر کے ساتھ حلال جانتے ہو ان (عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے حلال جانو گے۔ حالانکہ وہ تمہاری ماں ہے۔ پس اگر تم کہو کہ جو چیز ہم غیر سے حلال جانتے ہیں وہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے بھی حلال جانتے ہیں تو یقیناً کفر کیا تم نے اور اگر تم کہو کہ وہ ہماری ماں نہیں تو بھی کفر کیا تم نے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نبی قریب تر ہے ایمانداروں کے ان نفسوں سے اور ان کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔ سو تم دو گمراہیوں کے درمیان ہو پس تم کوئی جگہ نکلنے کی لاؤ۔ کیا میں اس اعتراض سے خلاص ہوا یا نہیں؟ خارجیوں نے کہا ہاں، اور تمہارا یہ کہنا کہ علی نے اپنے نام سے امیر المومنین مٹایا۔ سو اس کا جواب اس شخص کی زبانی دیتا ہوں جس سے تم راضی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے دن مشرکین سے صلح کی تو حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (جناب) علی (المرتضیٰ) کو فرمایا۔ اے علی! لکھ کہ یہ صلح نامہ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کیا۔ جب علی نے یہ بات لکھی تو مشرکین نے کہا اگر ہم جانتے کہ آپ رسول اللہ ہیں تو ہم آپ کی تابعداری کرتے سو لکھ محمد بن عبداللہ۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی! رسول اللہ کا لفظ مٹا دے۔ الٰہی تو جانتا ہے کہ میں تیرا رسول ہوں۔ مٹا دے اے علی! اور لکھ یہ وہ ہے کہ جس پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی قسم ہے اللہ کی کہ البتہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہتر ہیں علی سے۔ اور حالانکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا نام مٹایا اور اس مٹانے سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت نہیں مٹ گئی۔ کیا میں تمہارے اس اعتراض سے بھی خلاص ہوا یا نہیں؟ خارجیوں نے کہا ہاں۔ تو ان چھ ہزار خارجیوں سے دو ہزار خارجی پلٹ آئے اور باقیوں نے خروج کیا سو قتل کیے گئے مہاجرین اور انصار نے ان کی گمراہی پر ان کو قتل کیا۔ (باقی صفحہ نمبر ۱۹ پر)

گذشتہ سے پیوستہ

شہہِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

مشاہیر کی نظر میں

پرنسپل (ریٹائرڈ) الحاج صوفی مشتاق احمد صدیقی

دولت مند یہود کا تختہ اُلٹ گیا اور جن کی عقل و فہم پر، قوت و اثر پر، دولت و سرمایہ پر زمانہ کو ناز تھا ان کے نام تک صفحۂ روزگار سے مٹ گئے۔ ساڑھے تیرہ سو برس کی مدت میں دنیا کہاں سے کہاں پہنچ گئی، عقل و دانش کی کتنی منزلیں، حدو حساب سے باہر عدد و حساب سے خارج، طے ہو چکیں، الحاد و مادیت کے قلمرو کتنی وسیع ہو چکی، پر آج خالق کے نام کے ساتھ جس مخلوق کا نام زبانوں پر آتا ہے، اللہ کے ذکر کے ساتھ جس بندہ کا ذکر کانوں تک پہنچتا ہے وہ کسی قیصر کسریٰ کا نہیں، کسی زار و فغفور کا نہیں، دنیا کے کسی شاعر و ادیب کا نہیں، کسی حکیم و فلسفی کا نہیں، کسی جنرل اور سردار کا نہیں، کسی گیانی اور کسی راہب کا نہیں، کسی رشی کا نہیں یہاں تک کہ کسی دوسرے پیمبر کا بھی نہیں بلکہ عبداللہ کے لختِ جگر، آمنہ کے نورِ نظر خاکِ بطحا کے اسی بے کس و بے بس یتیم کا جسے قریش کے زور اور جہل و نخوت کے نشہ میں اپنے ہی جیسا محض ایک مشتِ خاک سمجھ رہے تھے۔ کشمیر کے سبزہ زار میں دکن کی پہاڑیوں میں افغانستان کی بلندیوں میں، ہمالیہ کی چوٹیوں میں، گنگا کی وادیوں میں، چین میں، جاپان میں، جاوا میں، برما میں، روس میں، بخارا میں، مصر میں، ایران میں، عراق میں، فلسطین میں، ترکی میں، نجد میں، یمن میں، مراکش میں، طرابلس میں، ہندوستان کے گاؤں گاؤں میں اور ان سب مہذب، نیم مہذب ملکوں کو چھوڑ کر خاص نافِ تمدن و مرکز تہذیب لندن، پیرس اور برلن کی آبادیوں میں ہر سال نہیں، ہر ماہ نہیں، ہر ہفتہ نہیں ہر روز بھی پانچ پانچ مرتبہ بلند میناروں سے جس نام کی پکار خالق کے نام کے ساتھ فضا میں گونجتی ہے وہ اسی ایک سچے اور اچھے کا نام ہے جسے بصیرت سے محروم دنیا نے ایک زمانہ میں محض ایک بے کس و یتیم کی حیثیت سے جانا تھا، یہ معنی ہیں یتیم کے راج کے، یہ تفسیر ہے "ورفعنالك ذكرك" کی کسی ایک صوبہ پر نہیں، کسی ایک جزیرہ پر نہیں، دنیا پر، دنیا کے دلوں پر آج حکومت ہے تو

اسی یتیم کی، راج ہے تو اسی اسی کا ہے۔

صحابی رسول حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو دنیا اور آخرت دونوں میں بلند فرمایا اس کی حقیقت ہر خاص و عام پر ظاہر ہے کہ جہاں ہر کلمہ گو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیوا ہے وہاں عالم ملکوت میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام کا ورد جاری ہے۔

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔ (سورۃ الاحزاب)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جبریل امین میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا میرا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رب مجھ سے پوچھتا ہے کہ میں نے کس طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بلند کیا؟ میں نے عرض کیا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ذکر کیا جائے گا (مسند ابو نعیم)

تمہارے نام کی رٹ ہے خدا کے نام کے بعد

زمان و مکان کا وہ کون سا گوشہ، وہ دن سی ساعت، وہ کون سا لمحہ ہے جو ذکر حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خالی ہے۔ اس عالم شش جہات کے گوشہ گوشہ میں گردش زمین کے ساتھ ساتھ ہر بانگ اذاں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی بلند ہو رہا ہے۔ اونچے اونچے میناروں سے باعث تخلیق کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی خالق کائنات عزوجل کے نام نامی کے ساتھ پکارا جا رہا ہے۔ دشت و جبل، صحرا و دریا، بحر و بر، شہروں اور دیہاتوں، آبادیوں اور ویرانیوں، سمندروں اور پہاڑوں، وادیوں اور گھاٹیوں میں ہمہ وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی منادی ہے۔ حجاز و عراق، یمن و شام، حبش و مصر، ایران و توران، بخارا اور ہندوستان، چین و جاپان، روس و افغانستان، جرمنی و انگلستان، فرانس و امریکہ، دنیا کا گوشہ گوشہ اور زمین کا چپہ چپہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کی پکار سے گونج رہا ہے۔"

یہ تھے حضور پُرنور آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک غلامؑ کے عقیدت و محبت سے لبریز جواہر پارے جو حضور کی خدمت اقدس میں پیش کئے گئے۔ اب ملاحظہ کریں جنوبی ہندوستان کے ایک غیر مسلم عقیدتمند بدھ مت کے ایک ممتاز رہنما سوامی آنند کے خیالات گرامی جو انہوں نے تامل زبان کے ایک مضمون بعنوان "پیغمبر اسلام --- ایک معجزہ" میں لکھے ہیں

"بدھ میں پورے چاند کو نہایت اہمیت حاصل ہے۔ مہاتما بدھ پورے چاند کی رات ہی پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے گیان بھی بدرِ کامل کی رات میں حاصل کیا اور انتقال بھی بدر کامل کی رات ہوا۔ یہ بدرِ کامل آسمان پر نظر آتا ہے لیکن ایک بدرِ کامل ایسا بھی ہے جو اس دھرتی پر چلتا پھرتا اور بھگوان وایشور کا پیغام پہنچاتا نظر آتا ہے۔ میرے نزدیک یہ بدرِ کامل حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں، سورج جو ہمارے سیارے کی زندگی کا اصل منبع ہے، اپنی حدت اور گرمائش سے پریشان کرتا ہے لیکن بدرِ کامل انتہائی دلپسند انداز میں اپنا نور پھیلاتا ہے اور لوگوں کے لئے خوشی اور طمانیت کا باعث بنتا ہے۔ میرے لئے رسولِ اقدس کی زندگی اور تعلیمات بدرِ کامل کی طرح ہیں۔ دنیا میں بڑے بڑے ریفارمر ہو گزرے ہیں جن کی زندگی کے انداز میں بھی نہایت دلکش تھے لیکن ان کی تعلیمات زیادہ دیر تک موثر ثابت نہ ہوئیں اسی طرح بعض نام نہاد ریفارمر ایسے بھی تھے جو آگ کا ایندھن بنے کیونکہ وہ اخلاقیاتِ عالیہ سے عاری تھے لیکن رسولِ مقدس کی زندگی بے داغ بدرِ کامل کی سی ہے ان کی تعلیمات بھی ٹھنڈک بخشنے والے بدر کامل کی طرح ہیں۔ پیغمبرِ اعظم کی زندگی اور تعلیمات میں کوئی تضاد نہیں۔ اس لئے ان کو انسانیت کے لئے بہترین نمونہ قرار دیا جاتا ہے" (مجلہ فکر و نظر سیرت نمبر ۱۹۹۲ء)

یہ تھا اپنوں کا نذرانہ محبت اور غیروں کا گلدستہ عقیدت جو نثر میں حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا گیا۔ اب دیکھیں نظم میں اپنوں کی مدح کے ولولہ آفریں محبت پارے اور غیروں کی وفورِ شوق سے لبریز عقیدت پارے کہ جنہیں پڑھ کر ایک سچا مسلمان فرطِ کیف و مسرت سے جھوم جھوم کر بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے

ربِّ صَلِّ وَسَلِّم دائماً ابداً | علٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الخَلْقِ کُلِّهِم

ترجمہ: اے ربِ کائنات تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے درود و سلام کے انوار سے منور فرما اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جو کہ تیری تمام مخلوق میں سب سے زیادہ بہتر ہے یعنی اعلیٰ و ارفع، حسین و جمیل اور احسن و اکمل ہے۔

اب دیکھئے ایک ہندو دانشور کن الفاظ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خراجِ عقیدت پیش کرتا ہے۔ پنڈت دلارام رتن پنڈروی مدح سرا ہیں

آیا ہے لب پہ نام رسولِ کریم کا
جلوہ تڑپ اُٹھا ہے ریاضِ نعیم کا

بحرِ عدن میں لاکھوں ہوں لولوئے شاہوار
کچھ رنگ و روپ اور ہے دُرِّ یتیم کا

اے اہلِ بزم جانبِ بطحا چلا ہوں میں
پیغام لے کے آیا ہے جھونکا نسیم کا

خلدِ بریں بچے میری نظروں میں کس طرح
دیکھا ہے میں نے پھول ریاضِ نعیم کا

اللہ رے خاکِ بیعتِ مقدس کا مرتبہ
مسجود ذرہ ذرہ ہے عرشِ عظیم کا

وحدت کو ناز کیوں نہ ہو احمد کی ذات پر
سمجھا ہے جس نے راز الف لام میم کا

شافع اگر حضورِ سالتماب ہوں
پھر کیوں نہ فیض عام ہو ربِ کریم کا

شاہد نہ ہو سکا کبھی مشہود سے الگ
نورِ خدا ہے نورِ رسولِ کریم کا

کیونکر بیاں ہو مدحتِ خیرالبشر رتن
ہے تنگ قافیہ میری طبعِ سلیم کا

اب دیکھئے ایک عاشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہندی زبان میں کتنی وارفتگی کے عالم میں اپنائیت اور حلقہ بگوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں

پیارے محمد جگ ساجن تم پر واروں تن من دھن
تم ری صورتیا من موہن کبھو کرایتو تو درشن
جیا کنھرے دلوا ترسے صلی اللہ علیک نبینا
تم ری دوریا کیسے چھوڑوں تم سے توڑوں کس سے جوڑوں
تم ری گلی کی دھول بٹوروں تم رے نگر میں دم بھی توڑوں
جی کا اب ارمان یہی ہے، آٹھوں پہر اب دھیان یہی ہے
صلی اللہ علیک نبینا (جاری ہے)

غزل

علامہ محمد اقبال مرحوم

عقل گو آستاں سے دور نہیں
اس کی تقدیر میں حضور نہیں

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

علم میں بھی سرور ہے لیکن
یہ وہ جنت ہے جس میں حور نہیں

کیا غضب ہے کہ اس زمانے میں
ایک بھی صاحبِ سرور نہیں

اک جنوں ہے کہ باشعور بھی ہے
اک جنوں ہے کہ باشعور نہیں

ناصبوری ہے زندگی دل کی
آہ وہ دل کہ ناصبور نہیں

بے حضوری ہے تیری موت کا راز
زندہ ہو تُو تو بے حضور نہیں

ہر گہر نے صدف کو توڑ دیا
تو ہی آمادۂ ظہور نہیں

ارنی میں بھی کہہ رہا ہوں مگر
یہ حدیثِ کلیم و طور نہیں

ملک میں تعلیم کی اہمیت

اقبال ریاض

اس حقیقت کو ہر باشعور اور قومی جذبے سے سرشار شخص بخوبی جانتا ہے کہ ملکی ترقی میں تعلیم کو ایک کلیدی حیثیت حاصل ہے جبکہ تعلیم اور علم کے بغیر کوئی قوم بھی ترقی اور کمال حاصل نہیں کر سکتی۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھی ارشاد ہے کہ "علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین ہی جانا پڑے"۔ پاکستان کے ماہرینِ تعلیم کے علاوہ اربابِ اختیار بھی اس حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں کہ آزادی کے بعد پچھلے پچاس باون برس میں تعلیم کو عام کرنے کے سلسلے میں وقت کے تقاضوں کو پیشِ نظر نہیں رکھا گیا بلکہ مختلف وجوہ، حیلوں بہانوں اور مسائل کی بناء پر نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ حالانکہ تعلیم وہ اہم مسئلہ جس کی طرف آزادی کے فوراً بعد ہی توجہ دی جانی چاہئے تھی۔ اگرچہ محمد خان جونیجو کے دورِ حکومت میں پانچ نکاتی پروگرام کے تحت خواندگی کی شرح میں اضافے کو خاصی اہمیت دی گئی تھی اور اس سلسلے میں ایک باقاعدہ شعبہ قائم کر دیا تھا لیکن ان کی رخصت کے بعد آنے والی حکومت کے دور میں یہ شعبہ سرے سے ختم کر دیا گیا۔ بہرحال یہ ایک اچھی بات ہے کہ موجودہ حکومت نے ملک میں تعلیم کے اس مسئلہ کو جو یقیناً بڑی اہمیت رکھتا ہے، نظر انداز نہیں کیا اور "پروگرام ۲۰۱۰" کے تحت اسے عملی جامہ پہنانے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اس سلسلے میں پچھلے دنوں عالمی یومِ خواندگی کے موقع پر ملک میں پانچ سال سے کم عمر ایک لاکھ سے زائد بچوں کو سکولوں میں داخلہ دیا گیا ہے۔ ان میں لڑکیوں کی بھی ایک خاصی تعداد شامل ہے۔ پروگرام ۲۰۱۰ء کے چیف کوارڈینیٹر ڈاکٹر احسن اقبال کے مطابق صرف ایک دن میں پاکستان میں اتنی تعداد میں بچوں کا داخلہ دنیا بھر میں ایک ریکارڈ ہے۔

اس امر سے انکار نہیں کہ ہم نے اس سلسلے میں بہت سا وقت ضائع کیا ہے اگر دیر آید درست آید کے مقولے کو ہی صحیح سمجھ لیا جائے تو بھی اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ اس پروگرام پر بھرپور توجہ دی جائے اور اس پورے عزم کے ساتھ عملی جامہ پہنانے میں کوئی دقیقہ بھی فروگذاشت نہ کیا جائے۔ جہاں تک اس سلسلے میں پرائمری تعلیم کو زیادہ معیاری اور

موثر بنانے کا تعلق ہے اس میں شک نہیں کہ پرائمری تعلیم کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے ای لئے وہ زیادہ توجہ کی طالب ہے لہٰذا اسے زیادہ موثر اور بامقصد بنانے کے لئے اساتذہ کے معیار کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے جن میں علمی صلاحیت اور سوجھ بوجھ کے علاوہ بہتر کردار کو بھی شرط کی حیثیت سے شامل کیا جا سکتا ہے۔ پچھلے پچاس سال میں جن باتوں پر ہم کسی لحاظ سے بھی فخر نہیں کر سکتے۔ ان میں سرفہرست بات یہ ہے کہ ہم نے غیر ملکی حکومت کے سامراجی نظام کے ورثہ کو جوں کا توں برقرار رکھا ہے۔ یہ ای ناقابل رشک ورثہ کو جان و ایمان سے زیادہ عزیز رکھنے کا نتیجہ ہے کہ جس دور میں سلطانی جمہور اور عام معاشرتی انصاف کو ایک بنیادی تقاضے کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے اس میں عام اور خاص طبقوں کے لئے علحدہ علحدہ سکولوں اور جداگانہ نصاب تعلیم کا سلسلہ وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ یعنی دوہرا نظام تعلیم جو ایک طرف افسر اور حاکم پیدا کرتا ہے اور دوسری طرف محض کلرک پیدا کرنے کا موجب ہے اور یہ صورت حال ایسی ہے جس پر کسی دردمند شخص کی آنکھ سے آنسو کا ایک قطرہ نہیں ٹپکتا۔ سوال یہ ہے کہ جب امیر اور غریب یا خاص اور عام کے لئے یکساں تعلیمی سہولتوں کا فقدان ہے تو معاشرے میں مساوی مواقع کا نعرہ محض سطحی اور جھوٹ کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ بہرحال پروگرام ۲۰۱۰ء کے چیف کوارڈینیٹر نے پرائمری سکولوں میں نصاب تعلیم کو معیاری اور بامقصد بنانے کے علاوہ یکساں نظام تعلیم کی طرف توجہ دینے کا جو یقین دلایا ہے وہ ایک اچھا فیصلہ ہے لیکن اس سلسلے میں عمل لازمی شرط ہے جس سے کسی صورت بھی غفلت یا تساہل اختیار نہیں کیا جانا چاہیئے۔

بقیہ : انوار علی کرم اللہ وجہہ الکریم

حل لغت : نَحَلَ: خاص کرنا، مخصوص کرنا۔ نَقَمَ: عذاب کرنا، حکم دینا، انکار کرنا، عیب کرنا، ناپسند کرنا، طعنہ مارنا، جلدی سے کھا لینا۔ یَسْبُ: سَبْيٌ سے ہے جس کے معنی قید کرنا، لونڈی، غلام بنانا کے ہیں۔

تشریح: ارشاد ہے "امیرالمومنین! آپ نماز کو ذرا ٹھنڈک میں ادا کیجئے" یعنی جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ اے امیر المومنین آپ ظہر کی نماز ذرا دیر سے پڑھائیں تاکہ میں خوارج کے ساتھ بات چیت مکمل کر کے واپس آ کر آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہو سکوں۔ ارشاد ہے "سو ان میں سے چند افراد گفتگو کے لئے میرے پاس الگ ہو گئے" یعنی خوارج میں سے چند افراد میرے ساتھ بحث کے لئے مخصوص کر دیئے گئے۔ ارشاد ہے "وہ کیا ہیں" یعنی انکار کرنے کی وہ وجوہات بتاؤ۔ ارشاد ہے "انہوں نے کہا کہ ہم کو یہی کافی ہے" یعنی اور کوئی وجہ انکار نہیں۔ ارشاد ہے "تم اپنی ہٹ دھرمی سے رجوع کر لو گے" یعنی تم اپنی ہٹ دھرمی چھوڑ دو گے۔ ارشاد ہے "تم کوئی جگہ نکلنے کی لاؤ" یعنی کوئی جواب دو۔ ارشاد ہے "جس سے تم راضی ہو" یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے۔ (جاری ہے)

استفتاء

(سماع کی شرعی حیثیت)

مفتی خلیل الرحمان قادری گلوزوی

مہتمم دار العلوم شیر ربانی حاجی آباد شکرپورہ روڈ پشاور

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ اولیاءِ کرام کے مزارات پر جو قوالیاں ہوتی ہیں اور قوال ڈھول، طبلہ، سارنگی وغیرہ کے ساتھ کچھ اشعار پڑھتے ہیں اور بعض اوقات مزامیر کے ساتھ نعت خوانی بھی کرتے ہیں، اس دوران کچھ لوگ جوش میں آکر ناچتے کودتے ہیں، اکثر مقامات پر کنجریوں اور بھانڈوں کا ڈھول وغیرہ کے ساتھ گانا بجانا بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ بعض لوگ عام اجتماع میں قوالی کی مجلس منعقد کرتے ہیں جس میں سازوں کے ساتھ صوفیانہ اشعار پڑھتے ہیں اور نعت خوانی بھی ہوتی ہے، اگر کسی کو منع کیا جائے تو برجستہ کہہ دیتے ہیں کہ خواجہ غریب نواز رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر بھی تو قوالی ہوتی ہے اور فلاں ولی کے مزار پر ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ تمام امور اور آج کل جو قوالی مروج ہے شرعاً جائز ہے یا حرام ----- بینوا و توجروا۔

المستفتی: سید فیاض علی شاہ سکنہ محمد زئی دلہ زاک روڈ پشاور۔

الجواب بعون الملک الوہاب

واضح ہو کہ صوفیاء کی اصطلاح میں جس کو سماع کہا جاتا ہے ہمارے عرف میں اس کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم نعت خوانی، دوسری قسم قوالی۔

نعت خوانی کی تعریف یہ ہے کہ بغیر طبلہ و جملہ مزامیر وغیرہ کسی محفل میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثناء یا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت و صفت بیان کی جائے یا صحابۂ کرام، اولیاء اللہ، علماء اور اکابرِ دین کا ذکرِ خیر بطریقۂ نظم و اشعار پڑھا جائے۔ خواہ اکیلا آدمی یا چند آدمی مل کر پڑھیں۔

قوالی کی تعریف یہ ہے کہ یہی سب کچھ ڈھول، طبلہ، سارنگی وغیرہ کے ساتھ کیا جائے۔ نعت خوانی میں علماء، صلحاء اور جملہ مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور اس کو

سب جائز مانتے ہیں اور قوالی میں اختلاف ہے۔

لہذا مناسب یہی ہے کہ قوالی کے بارے میں کچھ عرض کیا جائے اس لئے کہ قوالی متنازعہ فیہ ہے۔

یعنی قوالی کا رواج مسلمانوں میں دورِ تبع تابعین کے بعد شروع ہوا ہے اس وقت بھی صحیح اور غلط قسم کی قوالیاں تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض علماء کرام اور صوفیائے عظام نے اپنی کتابوں اور مکتوبات میں جائز لکھا اور بعض نے ناجائز اور حرام لکھا جس نے حرام کہا وہ بھی صحیح اور جس نے جائز کہا اس نے صحیح قوالی کو جائز کہا۔ اس زمانے کے مختلفین میں سے ہم کسی کو برا نہیں کہہ سکتے مگر آج کل مروجہ سب قوالیاں غلط ہیں صحیح قوالی وہ ہے جس میں علماء کرام، صوفیاء عظام کی بیان کردہ سات شرطیں موجود ہوں۔ غلط قوالی وہ ہے کہ جس میں ان شرائط میں سے ایک شرط بھی نہ ہو۔ آج کل کی قوالی میں ساری شرطیں تو درکنار ایک بھی شرط موجود نہیں ہوتی۔ لہذا ان متقدمین کے حوالے موجودہ قوالی کے جواز کے لئے پیش کرنا سراسر زیادتی ہے۔ ہمارے زمانے میں شریعت کی رو سے مطلقاً قوالی، گانا، بجانا، ڈھول، ناچنا، کودنا وغیرہ سب بالکل حرام ہیں۔ قوالی میں خواہ نعت خوانی ہو یا فلمی گانے بلکہ طبلہ وغیرہ مزامیر کے ساتھ نعت پڑھنا زیادہ حرام ہے کیونکہ آقائے دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں بہت بڑی گستاخی ہے کہ آپ کا اسم مقدس ڈھول باجے کے ساتھ لیا جائے (فتاوی نعیمیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری قدس سرہ "کشف المحجوب" میں فرماتے ہیں کہ طبلہ مزامیر وغیرہ کو سب سے پہلے ابلیس لعین نے حضرت داؤد علیہ السلام کے مقابلہ میں ایجاد کیا اس سے پہلے کوئی ڈھول طبلہ وغیرہ نہ تھا۔ چنانچہ ارشاد ہے

"ابلیس لعین را اضطراب طبعی قوت گرفت و نائے و طنبور بساخت و اندر برابر مجلس سماع داؤد علیہ السلام مجلسے فرو گسترانید آں گروہ کہ از اہل شقاوت بودند بمزامیر ابلیس مائل شدند۔۔۔ (الخ کشف المحجوب صفحہ ۳۱۷)

ترجمہ: ابلیس لعین اپنی خبث طبعی کی وجہ سے بہت پریشان ہوا تو بانسری اور طنبور وغیرہ کو بنایا اور حضرت داؤد علیہ السلام کی مجلس ذکر کے مقابلے میں اپنی مجلس قائم کی اور وہ لوگ جو بد بخت تھے شیطانی سازوں کی طرف متوجہ ہوئے۔

تنبیہ: یہ کام شیطان نے اس لئے کیا کہ داؤد علیہ السلام بہت زیادہ خوش آواز تھے جب وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو جایا کرتے تو ہر شخص ان کی طرف متوجہ ہوتا حتیٰ کہ پرندے اور پہاڑ بھی ان کا ساتھ دیتے۔ (کذا فی التفاسیر)

نوٹ: حضرت داتا گنج بخش رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کی اس عبارت سے دو باتیں ظاہر ہوئیں (۱) یہ کہ ڈھول باجہ وغیرہ کی تاریخ اور (۲) یہ کہ اس کا موجد ابلیس ہے انتہی۔

امام غزالی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ ابو الطیب کا قول نقل فرماتے ہیں

قال و امام ابو حنيفة رحمة الله عليه فانه كان يكره ذلك و جعل سماع الغناء من الذنوب و كذلك سائر اهل الكوفة سفيان ثوري و حماد و ابراہيم والشعبي وغيرهم رحمهم الله (احياء العلوم صفحه ۱۵۱)

ترجمہ: امام غزالی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے ابو الطیب رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ انہوں نے کہا کہ تھے حضرت امام ابو حنیفہ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہ اس کو مکروہ جانتے تھے اور مزامیر کے ساتھ سماع کو گناہوں میں سے تصور کرتے اور سمجھتے اور اسی طرح کوفہ کے تمام ائمہ دین جیسے کہ حضرت سفیان ثوری رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت حماد رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اور ابراہیم نخعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اور شعبی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ ہوئے اور اسی طرح حضرت امام مالک رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسرے مجتہدین حضرات کے نزدیک بھی قوالی مذکور حرام ہے۔

"فتاویٰ عالمگیری" میں ہے

السماع والقول والرقص الذي يفعله المتصوفة في زماننا حرام لا يجوز القصد اليه والجلوس عليه والغناء والمزامير سواء (عالمگيري جلد پنجم صفحه ۲۵۲ بحواله فتاوىٰ نعيميه جلد دوم صفحه ۳۴)

ترجمہ: مروجہ قوالیاں حرام اور مزامیر وغیرہ بھی حرام ہیں اور ناچنا کودنا بھی حرام ہے جو بعض جہلاء ہمارے زمانہ میں کیا کرتے ہیں اور وہاں جانا اور بیٹھنا بھی ناجائز ہے۔

"فتاویٰ قاضیخان" میں ہے

ما استماع صورت الملاهي كالضرب والقضيب وغيره ذلك حرام و

معصية لقوله عليه الصلوٰة والسلام استماع الملاهي وحصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها من الكفر (فتاوىٰ قاضيخان جلد ۳ صفحہ ۴۰۶ بحوالہ فتاوي نعيميه جلد ۲ صفحہ ۳۴)

ترجمہ: ڈھول باجے وغیرہ کی آواز سننا حرام اور گناہ ہے بوجہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کہ کہ ستماع الملاهی معصیة الخ ہے۔ یعنی فرمایا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ڈھول باجے وغیرہ کی آواز سننا حرام اور گناہ ہے اور وہاں بیٹھنا فسق ہے اور لذت حاصل کرنا کفر ہے یعنی ناشکری نعمت ہے قوالی سننے والا اور سنانے والا اس لئے دونوں فاسق ہیں کہ انہوں نے اپنے اعضاء کو مقصد خلقت کے خلاف استعمال کیا۔

"فتاوی نعیمیہ" میں ہے "تاریخ انڈونیشیا صفحہ ۲۹۹ پر لکھا ہے چونکہ ہندوؤں اور بدھوؤں میں عام طور پر گانے بجانے کا رواج تھا بلکہ وہ اس کو ایک بڑی عبادت سمجھتے تھے۔ لہذا بعض صوفیاء کرام نے لوگوں کو دعوت اسلامی دینے کے لئے جمع کرنے کا اسی کو ایک کامیاب طریقہ سمجھا اور ہندوستان کے موجودہ چشتیہ طریقے کے انداز سے قوالی شروع کر دی۔ چشتیہ اکابرین نے اس کو فقط بطور حیلہ استعمال کیا۔

قوالی وہ حرام اور میٹھی دوائی ہے جو سخت مجبوری کے وقت مرشد برحق جو دنیائے تصوف کا طبیب حاذق ہے کہ مشورے سے بیمار عشق کو دی جاتی ہے اس بیمار کی تین نشانیاں ہیں (۱) تین دن بھوکا پیاسا رکھا جائے پھر ایک طرف کھانا، پانی اور دوسری طرف صرف قوالی تو کھانے کی پرواہ نہ کرے اور قوالی کی طرف دوڑے۔ (۲) وجد حقیقی ہو کہ اگر زنان مصر کے طرح انگلیاں بھی کاٹ دی جائیں تو معشوق سے دھیان نہ ہٹے (۳) شریعت کے کسی کام سے غافل نہ ہو جب ایسا بیمار عشق ہو گا تب اس کو سماع کی دوائی دی جائے گی تاکہ اس کو لذت ذکر یار سے وصال یار کا مزہ آئے (الفتاوی نعیمیہ ج ۲ صفحہ ۳۴)

اور شامی میں ہے

واحتاج الي ذالك احتياج المريض الي الدواء وله شرائط ستة الخ

ترجمہ: اور اس کی ضرورت ایسی ہے جیسے مریض دوائی کا محتاج ہوتا ہے اور اس کے لئے چھ شرائط ہیں۔ ۱ یہ کہ ان میں کوئی غیر آدمی نہ ہو (۲) اور یہ سب ہم جنس ہوں (۳) قوال کی نیت خلوص پر مبنی ہو نہ کہ دنیاوی مفاد کے لئے ہو (۴) اور یہ کہ ان کا اجتماع طعام وغیرہ کہ

لئے نہ ہو(۵۰)اور یہ کہ اگر وجد میں آئیں تو معذور ہوں(۵۱)اور یہ کہ وجد ظاہر نہ کریں مگر اس حال میں کے صدق پر مبنی ہو آگے فرماتے ہیں

والحاصل انه لارخصة في السماع في زماننا لان الجنيد رحمة الله تعالٰي عليه تاب عن السماع في زمانه

ترجمہ: حاصل کلام یہ کہ ہمارے زمانے میں قوالی کی اجازت نہیں جبکہ حضرت جنید رحمت اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے زمانے میں سماع سے توبہ کی ہے بوجہ مفقود ہونے شرائط کے تو پھر اس زمانے کا حال اللہ تعالٰی ہی حافظ (فتاوی نعیمیہ جلد ۲ صفحہ ۳۶)

تفسیر "روح البیان" میں ہے

قد ذهب بعض المفسرين الي ان المراد بلهو الحديث في الاية و من الناس من يشتري لهو الحديث الاية (سوره لقمٰن)

ترجمہ: یعنی غنی و سرور فاسقانست آگے چل کر ایک حدیث شریف نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ان الله بعثني هدي ورحمة للعالمين وامرني بمحو المعازف والمزامير الي آخره

ترجمہ: بے شک اللہ تعالٰی ۔ مجھے ہدایت کرنے والا اور عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اللہ تعالٰی نے حکم دیا ہے کہ میں گانے بجانے کے آلات کو نیست و نابود کر دوں۔ اس کے بعد دوسری حدیث شریف نقل کرتے ہیں

بعثت لكسر المزامير وقتل الخنازير الحديث

ترجمہ: اللہ تعالٰی نے مجھے مبعوث فرمایا ہے کہ میں مزامیر گانے بجانے کے آلات کو توڑ دوں اور خنزیروں یعنی بجانے والوں کو قتل کر دوں۔

مفسر قرآن حضرت علامہ شیخ اسماعیل حقی بروسوی رحمت اللہ علیہ آگے رقمطراز ہیں

واما الاحاديث الناطقة برخصه الغناء ايام العيد فمتروكة غير معمول بها اليوم ولذا يلزم علي المحتسب احراق المعازف يعم العيد

ترجمہ: یعنی وہ احادیث جو عید وغیرہ خوشی کے موقع پر گانے کی رخصت پر دلالت کرتے ہیں وہ متروک ہیں اس زمانے میں ان پر عمل نہیں۔ اسی لئے محتسب پر لازم ہے کہ اگر کوئی عید کے دن گانا بجانا کرے تو وہ بجانے کے آلات کو جلا دے (تفسیر روح البیان، جلد ۷، صفحہ ۶۷)

حضرت علامہ مفسر مذکور نے صفحہ ۶۸ پر یہ وضاحت بھی فرما دی ہے کہ

كذا الاخلاف في حرمة سماع الاوتار و المزامير و سيائر الالات لكن قال بعضهم الي آخره

ترجمہ: اسی طرح گانے بجانے کے تمام آلات کے حرام ہونے میں علماء کرام کا کوئی اختلاف نہیں البتہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ بجانے والے آلات بعینہٖ حرام نہیں ہیں جیسے کہ شراب اور زنا بعینہٖ حرام ہیں بلکہ مزامیر حرام ہیں غیرھا یعنی جس وقت اس کو لہو ولعب کے لئے بجایا جائے تو وہ حرام ہیں اور جب لہو لعب کے لئے نہ بجائے جائیں گے تو وہ حرام نہ ہوں گے اسی وجہ سے بعض علماء کرام نے جہاد کے لئے یا راوح میں طبل بجانے کو مستثنیٰ کر کے جائز فرمایا ہے تفسیر روح البیان، جلد ۷، صفحہ ۶۸

اسی تفسیر کی جلد ۸ میں ہے

والذين يجتنبون كبائر الاثم --- الايه سوره شوري القرآن

اس آیت شریف کی تفسیر میں فرماتے ہیں

قد قال الامام علاء الدين التركستاني الحنفي في منظومة عدد الكبائر سبعون فمنها الغناء وهو رفع الصوت باالاشعار والابيات علماء نحو مخصوص --- قال الامام الغزالي رحمت الله تعالي عليه في الاحياء واحتجوا علي حرمة الغناء بما رواه ابو امامة عن النبي صلي الله عليه وسلم انه قال ما فرع احد صوته بغناء الابعث الله له شيطانين --- الحديث

(تفسير روح البيان جلد ۸، صفحه ۳۲۸)

ترجمہ: امام علاء الدین ترکستانی حنفی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے منظوم میں فرمایا ہے کہ کبائر گناہ ستر ہیں ایک ان میں سے غنا اور وہ اشعار جو بلند آواز کے ساتھ ایک مخصوص طرز

سے پڑھنا ہے۔

امام غزالی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے "احیاء العلوم" میں فرمایا ہے

اور دلیل پکڑی ہے علماء کرام نے غناء کی حرمت پر اس حدیث شریف سے جس کو ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ کوئی بھی گانے والا بلند نہیں کرتا اپنی آواز کو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ بھیج دیتا ہے دو شیطانوں کو جو اس پر مسلط کئے جاتے ہیں دونوں اس کے کندھوں پر سوار رہتے ہیں اور اپنی ایڑھیوں سے اس کو سینے میں مارتے رہتے ہیں جب تک وہ گانا بند نہ کر دے اور فرمایا بعض علماء نے مراد اس سے وہ غنا گانا ہے جو خواہشات شہوانی کو بیدار کرتا ہے اور مخلوق کی محبت کی طرف مائل کرتا ہے، نہ کہ وہ گانا جو بیدار کرتا ہے شوق اللہ تعالیٰ کی طرف اور آخرت کی طرف مائل کرتا ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ گناہ کبائر میں سے ملاہی کا سننا ہے

في الحديث الشريف استماع صوت الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر وهو علي وجه التهدير ۔۔۔ بطوله

(تفسیر روح البیان جلد ۸ صفحہ ۳۲۹)

ترجمہ: اور ملاہی گانے کے آلات کا سننا گناہ کبیرہ ہے حدیث شریف میں ہے یعنی ڈھول باجہ طبلہ سارنگی رباب چنگ وغیرہ جتنے بھی بجانے کے آلات ہیں ان کا سننا گناہ ہے اور اس مجلس میں بیٹھنا فسق ہے اور لذت حاصل کرنا کفر ہے۔ العیاذ باللہ۔ اور یہ حکم کفر کا تہدیدی ہے اگر کسی نے بجانے کے آلات اپنے یہاں رکھے ہیں تو یہ گناہ ہے اور اسے وہ گنہگار ہو گا اگرچہ وہ ان کو استعمال نہ کرے کیونکہ اس قسم کے آلات کو عادتاً لہو و لعب کے لئے بنایا اور رکھا جاتا ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ ان کبائر میں سے **لرقص بالرباب ونحوہ**۔ یعنی ناچنا کودنا رباب وغیرہ کے ساتھ بھی گناہ کبیرہ ہے۔

"تفسیر احمدی" میں آیت

ومن الناس من يشتري لهو الحديث الاية سورہ لقمٰن کے ذیل میں ہے

فنقول من الايات الدالة علي حرمته الاية المذكورة وانها نزلت في النضر بن

الحارث اشتريٰ کتب الا عاجم فکان یحدث بھا --- بطولہ
(تفسیر احمدي صفحہ ۴۰۷)

ترجمہ: پس ہم کہتے ہیں کہ حرمت غنا پر متعدد آیات میں سے ایک یہ آیت مذکورہ ہے اور یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے عجمیوں کے قصوں کی کتابیں خرید لی تھیں اور اہلِ مکہ کے سامنے انہیں پڑھتا اور انہیں کہتا اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہیں عاد اور ثمود کے واقعات سناتا ہے تو میں تمہیں اسفندیار، رستم وغیرہ کے واقعات سناتا ہوں اور بعض علماء نے کہا ہے کہ اس نے گانے والی لونڈیاں بھی خرید رکھی تھیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں وہ اپنے گانے کی مجلس سجاتا اور اس طرح وہ لوگوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے اور اسلام لانے سے روکتا اسی طرح "تفسیر کشاف" اور "تفسیر بیضاوی" میں ہے

مفسر "تفسیر احمدی" نے طویل بحث فرمائی ہے دلائل حرمت اور اباحت دونوں کا ذکر فرمایا ہے لیکن دلائل رحمت قوی ہیں آخر میں امام غزالی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کو ذکر فرمایا جس میں دونوں طرف کے دلائل میں تطبیق ہے، فرماتے ہیں

جوز بعضھم منھم الامام الغزالي رحمت اللہ تعالٰي علیہ للاھل و فسر الاہل بمن کان قلبہ حیاء و نفسہ میتا ولا یکون صاحب الھوي --- بطولہ
(تفسیر احمدي صفحہ ۴۱۰)

ترجمہ: بعض حضرات نے سماع کو جائز کہا ہے اور ان میں سے امام غزالی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہیں امام غزالی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے جواز کی شرط اہل کے لئے لگائی ہے اور اہل کی تشریح یوں فرمائی کہ جس کا دل زندہ بیدار ہو اور نفس مردہ ہو چکا ہو اور وہ صاحب ہوی یعنی خواہشات نفسانی کا تابعدار نہ ہو اور سمع سننے کے کی وجہ سے حق سے پھرنے والا نہ ہو۔ اور یہ بھی شرط رکھی ہے کہ گانے والا بھی ان اوصاف کا مالک ہو یعنی اہل ہو اور اجرت کا طلبگار نہ ہو۔ اور نہ احباب مجلس میں کسی قسم کے دکھاوے اور ریا کو دخل ہو۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ غیر اہل اس مجلس میں ہرگز داخل نہ ہو۔ ان شروط کے ساتھ اگر سماع ہو تو بعض علماء نے اس کی اجازت دی ہے۔ مفسر تفسیر احمدی فرماتے ہیں بہ ناخدا اسی پر ہمارا بھی عمل ہے یعنی

میری بھی یہی رائے ہے۔ آگے چل کر فرماتے ہیں

اما ما رسمہ اهل زماننا من انهم یهئیون --- المجالس و یرتکبون فیها الشرب والفواحش و یجمعون الفساق و الامارذ --- بطوله --- الخ

(تفسیر احمدی صفحہ ۳۱۰)

ترجمہ: اور وہ جو ہمارے زمانے کے لوگوں نے رسم ایجاد کی اور وہ یہ کہ مجالس کا اہتمام کرتے ہیں اور اس میں شرب خمور اور فواحش کا ارتکاب کرتے ہیں اور اس مجلس میں فساق بھی جمع ہوتے ہیں اور امرد نابالغ لڑکے بھی شامل ہوتے ہیں اور گانے والے معاوضہ طلب کرتے ہیں اور اہل مجلس ان سے گانے سنتے ہیں اور بہت لوگ اس سے لذت حاصل کرتے ہیں اپنی نفسانی خواہشات اور شیطانی خرافات کی وجہ سے اور گانے والوں پر انعام و اکرام کرتے ہیں پس کوئی شک نہیں اس میں کہ یہ بہت بڑا گناہ کبیرہ اور اس کو حلال سمجھنا کفر ہے۔ یقینی طور کیونکہ یہی ہے --- لہو ان کے حق میں لہو الحدیث نہیں ہے بلکہ ان کے رفع درجات اور حصول کمالات کے لئے وسیلہ ہے --- انتہی۔

ن طرح سماع کے لئے لزوم شروط کے متعلق حضرت العلامہ عالم ربانی ولی کامل حضرت اخون درویزہ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ "ارشاد الطالبین" میں فرماتے ہیں

منقول است کہ سماع را چند شروط است اگر تمام بر جائے باشند متابعت مایان کند والاضال و مفصل باشد۔

شروط سماع: شرط اول آنکہ ہمہ اہل مجلس اہل علم باشند۔ شرط دوم ایکہ ہمہ اہل مجلس فانی از خود و باقی بحق باشند و فنائے ایشاں وقتے معلوم میشود کہ ہیچ بر اور اثر نکند --- الی آخرہ

بطولہ ارشاد الطالبین صفحہ ۲۶۴

ترجمہ منقول ہے کہ قوالی کے لئے چند شرائط ہیں اگر سب شرطیں پوری ہوں تو ہماری متابعت کرے ورنہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہو گا۔ پہلی شرط یہ ہے کہ تمام شرکاء مجلس اہل علم ہوں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ فنا فی اللہ ہوں اور ان کا فنا فی اللہ ہونا اس وقت معلوم ہو گا کہ جب یہ لوگ قوالی سننے میں از خود وارفتہ ہوں اور اس وقت ان کو چھری سے کوئی مارے اور ان کو خبر نہ ہو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ نغمہ گو بھی اہل ہو اور کسی قسم کا طمع نہ کرے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ سب باوضو ہوں۔ پانچویں شرط یہ ہے ان کے ساتھ مجلس میں نوخیز

لڑکے نہ ہوں ۔ چھٹی شرط یہ ہے وہاں نہ کوئی عورت ہو اور نہ قوالی ایسی جگہ ہوتی ہو جہاں ان کو عورتیں دیکھ سکیں ۔ ساتویں شرط یہ ہے کہ دروازہ بند ہو اور ان کی آواز بھی کوئی نہ سنے اور یہ لوگ یعنی موجودہ زمانہ میں بعض دعویدار مرد و زن کے اجتماع صغیر و کبیر کی موجودگی میں قوالی کرتے ہیں بلکہ ان کی مجلس میں مرد عورتیں اور بچے بھی رقص کرتے ہیں جو ریا سے خالی نہیں ۔ آٹھویں شرط یہ ہے کہ بردباد اور حلیم ہوں اگر کوئی ان پر اعتراض کرے تو اس کے ساتھ جھگڑا نہ کریں بلکہ یہ کہے کہ بھائی ناجائز ہے لیکن کیا کریں ہم بے اختیار ہیں ۔ بطولہ

واضح ہو کہ حضرت العلامہ اخون درویزہ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے کل بارہ شرطیں بیان فرمائی ہیں بوجہ طوالت اختصار سے کام لیا خواہشمند حضرات کتاب مذکورہ میں دیکھ سکتے ہیں ۔ حضرت موصوف فرماتے ہیں کہ اگر ان شرطوں میں ایک بھی مفقود ہو تو وہ قوالی ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے ۔ آپ فرماتے ہیں

و در مشارق مسطور است کے رقص حرام اتفاق است یعنی ناچنا کودنا حرام اتفاق ہے علماء کرام کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ۔

حضرت علامہ موصوف اسی کتاب میں صفحہ ۲۹۰ پر فرماتے ہیں

پس بداں اے فرزند ایں بد بختاں کہ خود را بہ منصور حلاج نسبت میدہند ۔ بطولہ ۔ الخ ۔

ترجمہ: پس جان لے تو اے بیٹا کہ یہ بدبخت اپنے کو حضرت منصور رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ منصور رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے سر دار سے اپنا سر نہ ہٹایا اور ان کو اگر کوئی حالت وجد میں ایک چوب مار دے تو یہ لوگ اگر بس چلے تو اس کے مقابلے میں تلوار نکالنے سے دریغ نہ کریں گے اور یا پھر مار کے ڈر سے ایک میل دور بھاگ جائیں گے یہ ہے ان کا حال فنا فی اللہ ہونے کا ۔ دیوبندیوں کے پیرو مرشد اور مستند عالم کے "فتاوی رشیدیہ" میں ہے

سوال: سمع اور غنا اور راگ یہ تینوں ایک ہی چیز ہیں یا غیر اور یہ تینوں چیزیں بلا مزامیر کے سننا جائز ہیں یا کہ نہیں درآنحالیکہ گانے والا ان کے موافق قواعد موسیقی میں گاوے ؟

جواب: یہ ہر سہ الفاظ ایک معنی رکھتے ہیں بلا مزامیر راگ کا سننا جائز ہے اگر گانے والا محل فساد نہ ہو اور مضمون راگ کا خلاف شرع نہ ہو ۔۔۔ الخ

(فتاوی رشیدیہ کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ۲۹۳)

دیوبندیوں کے روحانی پیشوا حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں فرماتے ہیں

رہا مسئلہ سماع کا تو یہ بحث از بس طویل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ سماع محض میں بھی اختلاف ہے جس میں محققین کا یہ قول ہے کہ اگر شرائط جواز مجتمع ہوں اور عوارض مانع مرتفع ہوں تو جائز ہے ورنہ ناجائز۔ (توضیحات و تشریحات صفحہ ۱۹۴)

تنبیہ: حاجی امداد اللہ صاحب کا فیصلہ قابل غور ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ گذشتہ سطور میں علماء محققین نے جو شرائط جواز سماع کے لئے بیان کی ہیں اگر وہ شرائط من و عن موجود ہوں تو سماع قوالی جائز ورنہ ناجائز۔

محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رحمت اللہ تعالیٰ علیہ "فوائد الفواد" میں فرماتے ہیں مزامیر حرام است یعنی بجانے کے آلات کے ساتھ قوالی کرنا حرام ہے (توضیحات فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۲۰۰)

سیدی مولانا محمد مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضرت شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر رحمت اللہ تعالیٰ علیہ "سیر الاولیاء" میں فرماتے ہیں

وحضرت سلطان المشائخ قدس سرہ می فرمودند کہ چندیں چیز باید تا سماع مباح شود۔ مسمع و مستمع و مسموع و آلہ سماع مسمع یعنی گوینده مرد تمام باشد کودک نہ باشد و عورت نباید و مستمع آنچہ میشنود از یاد حق خالی نباشد و مسموع آنچہ میگویند فحسو مسخرگی نباشد ۔۔۔ و آلہ مزامیر است چوں چنگ و رباب و مثل آں می باید کہ درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال است

ترجمہ: سماع قوالی مباح و روا ہونے کے لئے چند چیزیں ضروری ہیں

مسمع، مستمع، مسموع، آلہ سماع (۱) مسمع یعنی سنانے والا مرد ہو نو خیز مرد لڑکا نہ ہو اور عورت نہ ہو۔ (۲) مستمع یعنی سننے والا اس کے لئے ضروری ہے کہ یاد حق سے خالی نہ ہو۔ (۳) مسموع یعنی جو کلام سنایا جائے اس میں فحش کہ قابل مواخذہ شرعی ہو اور مسخرہ پن نہ ہو۔ (۴) آلہ سماع مزامیر ہیں مثلاً طبلہ سارنگی رباب وغیرہ ان میں سے کچھ بھی موجود نہ ہو ان شرائط کو، ملحوظ رکھ کر اگر سماع قوالی کی جائے تو مباح ہے۔ (توضیحات فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۲۰۱)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے مجموعہ "مکتوبات موسومہ المکاتیب والرسائل" میں ہے

متسبان سلسلہ مخدوم شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ غایت اجتناب و احتراز از شیدن مزامیر دارند و ایشان میگویند کہ شیخ فرمود کہ ہر کہ سماع مزامیر کند از عقد بیعت و مریدی ما بر آیند (توضیحات ہفت مسئلہ صفحہ ۲۰۲)

ترجمہ: حضرت شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ کے مریدین اور سلسلے والے مزامیر کے ساتھ گانے سننے سے نہایت سختی کے ساتھ اجتناب اور پرہیز رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مزامیر کے ساتھ گانا سنے گا وہ ہماری بیعت اور مریدی سے نکل جائے گا۔

حضرت شیخ عبد الحق محقق محدث دہلوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اسی مجموعہ مکاتیب میں فرماتے ہیں

از سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ می آرند کہ در مبادی حال سماع کردے و نا اہل سماع نشستے و در آخر ترک کرد۔ گفتند چرا سماع نکنی و نشنوی فرمود از کہ بشنوم و با کہ بشنوم اشارت کرد بہ فقد اخوان و یاران کہ از آنہا می شنید و باآنہا می نشست زیرا کہ سماع ایشان از اہل بود و با اہل بود الیٰ ان قال الشیخ الدہلوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ چوں حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ترک سماع در زمان خود از جہت فقد اخوان و شرائط کرد دیگر چہ توان گفت (توضیحات صفحہ ۲۰)

ترجمہ: یعنی حضرت سید الطائفہ سرگروہ سلاسل صوفیہ حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ابتداء میں سماع قوالی سنتے اور اہل کے ساتھ بیٹھتے آخر میں سماع چھوڑ دیا لوگوں نے عرض کی کہ حضور آپ سماع کیوں نہیں سنتے حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جواب دیا کس سے سنوں اور کس کے ساتھ سنوں۔

حضرت شیخ محقق محدث دہلوی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اپنے عہد مبارک میں جبکہ آپ کا وصال ۲۹۷ھ میں ہوا ہے جیسا کہ "رسالہ قشیریہ" میں ہے سماع کے اہل لوگوں کے جاتے رہنے اور اس کی شرائط نہ پائے جانے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا تو دوسرے لوگ بعد والے کیا کہہ سکتے ہیں۔

فقیر محمد میاں قادری فرماتے ہیں خصوصاً اس چودہویں صدی میں جب فسق و فجور کی یہ کثرت اور زور ہے اور خود سماع سننے اور سنانے والے سب کی وہ حالت ہے کہ الحفیظ الامان۔ کون عاقل ایماندار اس میں ایک لمحہ کے لئے تامل کر سکتا ہے۔ کہ یہ سماع قطعاً سخت حرام اور یہ لوگ سماع کے قطعاً نا اہل ہیں۔۔۔ انتہیٰ (توضیحات صفحہ ۲۰۲)

"جاء الحق" میں ہے
قوالی جو آج کل عام طور پر مروج ہے جس میں گندے مضامین کے اشعار گائے جاتے ہیں اور فاسق اور امردوں کا اجتماع ہوتا ہے اور محض آواز پر رقص ہوتا ہے یعنی ناچنا کودنا چلانا وغیرہ تو واقعی یہ حرام ہے۔ (جاء الحق جلد ۱ صفحہ ۲۲۷)
اسی کتاب میں صفحہ ۲۲۸ پر درج ہے۔
خلاصہ کلام یہ ہوا کہ قوالی اہل کے لئے شرائط کے ساتھ جائز ہے اور بلا شرائط اور نا اہل کے لئے حرام ہے۔
علامہ شامی نے قوالی۔۔۔۔کی شرائط جلد پنجم کتاب الکراہیت فصل اللبس میں چھ بیان فرمائی ہیں۔ (۱) مجلس میں کوئی امرد بے داڑھی کا لڑکا نہ ہو۔ (۲) ساری جماعت اہل کی ہو، اس میں کوئی نا اہل نہ ہو۔ (۳) قوالی کی نیت خالص ہو، اجرت لینے کی نہ ہو۔ (۴) لوگ بھی کھانے اور لذت حاصل کرنے کی نیت سے جمع نہ ہوں۔ (۵) بغیر غلبہ کے وجد میں کھڑے نہ ہوں۔ (۶) اشعار خلاف شرع نہ ہوں۔
توضیح اور قوالی کا اہل وہ ہے کہ اس کو وجد کی حالت میں اگر کوئی تلوار سے مارے تو اس خبر نہ ہو۔ (جاء الحق جلد اول صفحہ ۲۲۸)

وضاحت خلاصہ ماحصل

ان تمام حوالہ جات سے قوالی کی حقیقت اچھی طرح واضح ہوئی اور ماحصل یہ ہے کہ قوالی اہل کے لئے جائز ہے شرائط مذکورہ کے ساتھ وہ بھی بغیر استعمال ملاہی بجانے کے آلات کے جیسے کہ مفسر تفسیر احمدیہ نے پارہ ۲۱ سورہ لقمن زیر آیت ھومن الناس من یشتری۔۔۔ الخ۔ میں قوالی کی بہت تحقیق فرمائی اور آخری فیصلہ کہ قوالی اہل کے لئے جائز ہے اور نا اہل کے لئے حرام ہے اور پھر فرماتے ہیں وبہ ناخذ یہی ہے مسلک حق اور اسی پر ہمارا عمل ہے۔ (تفسیرات احمدیہ صفحہ ۶۰۷)

خوف طوالت کی وجہ سے مضمون مختصر کر دیا ہے اگر کسی کو شوق ہو تو توضیحات فیصلہ ہفت مسئلہ، جاء الحق جلد ۱ صفحہ ۲۲۷، تفسیرات احمدیہ، تفسیر ضیاء القرآن جلد ۳ صفحہ ۵۹۸ وغیرہ کا مطالعہ کریں جہاں قوالی کے متعلق نہایت تفصیلی تحقیقی حوالہ جات درج ہیں

واللہ اعلم بالصواب

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

علاء الدین عدیم

پشاور کے ایک قادر الکلام شاعر مرزا غلام جیلانی پشاوری کا مجموعہ کلام جسے "مجلسِ قادریہ صابریہ" نے شائع کیا ہے، اس وقت پیش نظر ہے۔ یہ جناب تاج محمد مظہر صدیقی قادری صابری کی تحقیق اور کاوش کا نتیجہ ہے۔ بقول ان کے تقریباً بیس سال پیشتر یہ دیوان دیکھنے کا انہیں موقع ملا تھا جو قلمی حالت میں تھا اور اسی وقت سے ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی تھی کہ یہ دیوان کسی طرح چھپ جائے تاکہ یہ قیمتی سرمایہ ضائع نہ ہونے پائے۔ مرحوم مرزا صاحب کے نبیرہ نثار احمد قادری صاحب سے اس کی اجازت طلب کی گئی تو انہوں نے کمال مہربانی سے نہ صرف پورا قلمی دیوان صدیقی صاحب کے حوالے کر دیا بلکہ من وعن اس کی اشاعت کی اجازت بھی مرحمت فرمادی اس طرح یہ قدیم اور نایاب نسخہ زیورِ طبع سے آراستہ ہو کے مارکیٹ میں آچکا ہے۔ جناب ناشر نے اس کا انتساب تبرکاً جناب عالی مقام حضرت قبلہ مولانا سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی صاحب کے مبارک نام کے ساتھ کیا ہے۔ پورا دیوان تقریباً ۴۲۱ صفحات پر مشتمل ہے جس میں شروع کے ۱۹۹ صفحات پر فارسی کلام اور ۲۲۲ صفحات میں اردو کلام ہے۔ مگر اُردو کلام کے حصے میں جو مثنویاں ہیں وہ فارسی ہی میں ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں طویل ہندکو سہ حرفی بھی شامل ہے۔

کتاب $\frac{20 \times 30}{16}$ سائز پر چھپی ہے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اصل قلمی نسخہ اسی تقطیع پر تھا یا عکسی نقل تیار کرتے ہوئے اسے اس سائز پر لایا گیا۔ عکسی نقل کا محض یہ ایک فائدہ ہوا ہے کہ شاعر مرحوم کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر انہی کے رسم الخط میں چھپ کر سامنے آگئی ہے۔ اس کی اپنی ایک تاریخی حیثیت ہے مگر پوری کلیات کی عکسی نقل تیار کرنے کا ایک نقصان یہ ہوا ہے کہ کلام کا کچھ نہ کچھ حصہ اکثر مقامات پر صاف چھپ کر سامنے نہیں آسکا جس سے قاری کو الجھن ہوتی ہے۔ کتاب اگر نستعلیق اردو کمپیوٹر کمپوزنگ کے بعد شائع کی جاتی تو نہ صرف اس کے صوری حسن میں کئی گنا اضافہ ہوتا بلکہ اس کے مطالعہ میں بھی بہت سہولت ہوتی۔ شاعر موصوف کا اپنا انداز کتابت اگرچہ اس قدر شکستہ تو نہیں تاہم پڑھنے والے کو پہلی نظر میں قدرے غیر مانوس سا لگتا ہے۔

زمانہ قدیم سے ہماری کتب نظم و نثر کی نہج ترتیب تو یہی رہی ہے کہ شروع میں حمد باری تعالیٰ اس کے بعد نعت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم اور منقبت وغیرہ کے بعد اصل موضوع شروع ہوتا تھا مگر زیر نظر دیوان میں مناجات حضرت باری صفحہ ۲۰۱ اور ۲۰۷ پر نعت شریف صفحہ ۱۹۶ پر اور درمیان میں کئی مقامات پر ہیں۔ فاضل شاعر کے خواب و خیال میں بھی نہیں ہوگا کہ کبھی ان کا کلام کتابی صورت میں شائع بھی ہوگا۔ خود ان کے زمانہ میں چھاپہ خانے کی سہولیات اس قدر عام ہی نہ ہوئی ہوں گی تو طباعت کا خیال کیسے پیدا ہوتا؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا کلام انہوں نے اپنے لئے بغیر کسی شعوری ترتیب کے احاطہ تحریر میں لا رکھا تھا اور غالباً محفوظ بھی اسی لئے رہ گیا کہ وہ اسے قلمبند کر چکے تھے اسے تحریر میں لانے کے متعلق ہی ایک شعر میں فرما گئے ہیں

نام کاتب اگر نمے دانی | ہست احقر غلام جیلانی

مرزا غلام جیلانی صحیح سالم کو قدرت کی طرف سے بیعت تو موزوں عطا ہوئی تھی مگر شعر کہنے کے لئے انہوں نے اپنی مادری زبان پشاوری ہندکو کو ذریعہ اظہار نہیں بنایا۔ ان کے اردو کلام کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں اس زبان سے خاص اور زیادہ لگاؤ تھا اس لحاظ سے ان کا مقابلہ پشاور ہی کے قدیم شاعر دلاور خان بیدل سے کیا جا سکتا ہے ان کی پیدائش بھی پشاور ہی میں ہوئی۔ ہندکو پر کامل عبور رکھتے تھے مگر شاعری انہوں نے اردو میں ہی کی۔

کتاب میں شاعر مرحوم کی ایک مکمل تصویر بھی دی گئی ہے جس میں وہ مکمل مقامی لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں۔ سر پر کلاہ لنگی اور پاؤں میں مخصوص نوکدار کابلی جوتے۔ تصویر کے نیچے تاریخ وفات ۱۳۳۶ھ بمطابق 1918ء درج ہے۔ کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ صوفی منش انسان اور سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے۔ دیوان میں جو شجرہ قادریہ صفحہ ۱۵۲-۱۵۴ پر ہے اس کے آخری اشعار ہیں۔

از طفیلِ میر سید بادشاہ اصفیاء | الفت اپنی دے مجھے صبح و مسا کے واسطے
سالم خستہ جگر کی ہے یہی یا رب دعا | نور ایماں کر عطا دل کی جلا کے واسطے

دیوان میں چند نعتیں بھی شامل ہیں ایک نعت کے چند اشعار یہ ہیں

السلام اے سیدِ والا گہر | السلام اے شاہِ اقلیم بقا
چہ کنم از دردِ عصیاں عاجزم | السلام اے دردِ عصیاں را دوا
بر صحیح سالم نظر فرما کہ | زانکہ مسکین است غریب و بے نوا

وحدۃ الوجود کی توضیح میں ایک جگہ فرماتے ہیں

ترا حسن ہر جا عیاں دیکھتے ہیں
جہاں دیکھتے ہیں، وہاں دیکھتے ہیں
سمجھتے ہیں آئینہ نور وحدت
تیرے منہ کو جب مہ وشاں دیکھتے ہیں

فارسی میں عشق کے موضوع پر ایک جگہ فرمایا ہے

جلوہ گر ہر جا کہ بینی آفات عشق را
دست بستہ گو سلام از من جناب عشق را
از خیالِ یار اے دل یک زماں غافل مہ شو
رنگ درویشی مے کند رنگین شراب عشق را

مرزا صاحب کے کلام میں عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے وابستگی بھی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے، فرماتے ہیں

دل پریشاں ہے جنابِ مصطفے کے واسطے
جان بے کل ہے حبیبِ کبریا کے واسطے
ظلمتِ عصیاں سے ہوں دل تنگ یا رب کیا کروں
نور اقدس ہو عطا دل کی ضیاء کے واسطے
روضۂ اقدس تلک میں پہنچ جاؤں یا شہا!
انتظام ایسا ہو کوئی اس گدا کے واسطے

اپنے بارے میں ایک جگہ دعا اس طرح فرماتے ہیں

خداوندا کلیدِ گنجِ معنی کن زبانم را
شہیدِ خنجرِ با بتاں کن مرغِ جانم را
مسیحا کن علاجِ من خدا را ورنہ مے مرم
کہ جز تو کس نمے دادن دوائے دردِ جانم را

ہندکو سہ حرفی جو نظم کی ہے اس کا ایک بند کچھ اس طرح ہے

عین عشق تیرے دی تپ اندر
سینہ ونگ تندور دے گرم رہندا
جیکر شور کراں آتش عشق کولوں
تئیں اگے معشوق دے شرم رہندا
نہ کر ظالم ظلم تو نال میرے
اساں عاشقاں تے رب دا کرم رہندا
اس دی گالی نہ خفا نہ ہو سالم
دل عاشقاں دا سدا نرم رہندا